صریح السنة

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ وشرح: حافظ فیضان فیصل — تحقیق وتخریج: محمد ارشد کمال

ثُمَّ جَعَلَ تَعَالَى جَلَّ وَعَلَا ذِكْرُهُ عُلَمَاءَ كُلِّ أُمَّةٍ نَبِيٍّ ابْتَعَثَهُ مِنْهُمْ وُرَّاثَهُ مِنْ بَعْدِهِ، وَالْقُوَّامَ بِالدِّينِ بَعْدَ اخْتِرَامِهِ إِلَيْهِ وَقَبْضِهِ، الذَّابِّينَ عَنْ عُرَاهُ وَأَسْبَابِهِ، وَالْحَامِينَ عَنْ أَعْلَامِهِ وَشَرَائِعِهِ، وَالنَّاصِبِينَ دُونَهُ لِمَنْ بَغَاهُ وَحَادَّهُ، وَالدَّافِعِينَ عَنْهُ كَيْدَ الشَّيْطَانِ وَضَلَالَهُ،

(٤) فَضَّلَهُمْ بِشَرَفِ الْعِلْمِ، وَكَرَّمَهُمْ بِوَقَارِ الْحِلْمِ، وَجَعَلَهُمْ لِلدِّينِ وَأَهْلِهِ أَعْلَامًا، وَلِلْإِسْلَامِ وَالْهُدَى مَنَارًا، وَلِلْخَلْقِ قَادَةً، وَلِلْعِبَادِ أَئِمَّةً وَسَادَةً، إِلَيْهِمْ مَفْزَعُهُمْ عِنْدَ الْحَاجَةِ، وَبِهِمُ اسْتِغَاثَتُهُمْ عِنْدَ النَّائِبَةِ، لَا يُثْنِيهِمْ عَنِ التَّعَطُّفِ وَالتَّحَنُّنِ عَلَيْهِمْ سُوءُ مَا بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ يُوَلُّونَ، وَلَا تَصُدُّهُمْ عَنِ الرِّقَّةِ عَلَيْهِمْ وَالرَّأْفَةِ بِهِمْ قُبْحُ مَا إِلَيْهِم يَأْتُونَ تَحَرِّيًا مِنْهُمْ طَلَبَ جَزِيلِ ثَوَابِ اللَّهِ فِيهِمْ، وَتَوَخِّيًا طَلَبَ رِضَا اللَّهِ فِي الْأَخْذِ بِالْفَضْلِ عَلَيْهِمْ.

ثُمَّ جَعَلَ، جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَذِكْرُهُ عُلَمَاءَ أُمَّةِ نَبِيِّنَا ﷺ مِنْ أَفْضَلِ عُلَمَاءِ الْأُمَمِ الَّتِي خَلَتْ قَبْلَهَا، فِيمَا كَانَ قَسَمَ لَهُمْ مِنَ الْمَنَازِلِ وَالدَّرَجَاتِ وَالْمَرَاتِبِ وَالْكَرَامَاتِ قَسْمًا، وَأَجْزَلَ لَهُمْ فِيهِ حَظًّا وَنَصِيبًا، مَعَ ابْتِلَاءِ اللَّهِ أَفَاضِلَهَا بِمُنَافِقِيهَا، وَامْتِحَانِهِ خِيَارَهَا بِشِرَارِهَا، وَرُفَعَائِهَا بِسِفْلَتِهَا وَوُضَعَائِهَا، فَلَمْ يَكُنْ

يُثْنِيهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مِنْهُمْ يُبْتَلُونَ ، وَلَا كَانَ يَصُدُّهُمْ مَا فِي اللَّهِ مِنْهُمْ يَلْقَوْنَ عَنِ النَّصِيحَةِ لِلَّهِ فِي عِبَادِهِ وَبِلَادِهِ أَيَّامَ حَيَاتِهِمْ. بَلْ كَانُوا بِعِلْمِهِمْ عَلَى جَهْلِهِمْ يَعُودُونَ ، وَبِحِلْمِهِمْ لِسَفَهِهِمْ يَتَعَمَّدُونَ ، وَبِفَضْلِهِمْ عَلَى نَقْصِهِمْ يَأْخُذُونَ ، بَلْ كَانَ لَا يَرْضَى كَثِيرٌ مِنْهُمْ مَا أَزْلَفَهُ لِنَفْسِهِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلٍ ذَلِكَ فِي أَيَّامِ حَيَاتِهِ ، وَادَّخَرَ مِنْهُ مِنْ كَرِيمِ الذَّخَائِرِ لَدَيْهِ قَبْلَ مَمَاتِهِ ، حَتَّى تَبْقَى لِمَنْ بَعْدَهُ آثَارًا عَلَى الْأَيَّامِ بَاقِيَةً ، وَلَهُمْ إِلَى الرَّشَادِ هَادِيَةً ، جَزَاهُمُ اللَّهُ عَنْ أُمَّةِ نَبِيِّهِمْ أَفْضَلَ مَا جَزَا عَالِمَ أُمَّةٍ عَنْهُمْ ، وَحَبَاهُمْ مِنَ الثَّوَابِ أَجْزَلَ ثَوَابٍ ، وَجَعَلَنَا مِمَّنْ قَسَمَ لَهُ مِنْ صَالِحِ مَا قَسَمَ لَهُمْ ، وَأَلْحَقَنَا بِمَنَازِلِهِمْ ، وَكَرَّمَنَا بِحُبِّهِمْ وَمَعْرِفَةِ حُقُوقِهِمْ ، وَأَعَاذَنَا وَالْمُسْلِمِينَ جَمِيعًا مِنْ مُرْدِيَاتِ الْأَهْوَاءِ ، وَمُضِلَّاتِ الْآرَاءِ ، إِنَّهُ سَمِيعُ الدُّعَاءِ.

ترجمہ:

پھر اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں نبی کے فوت ہو جانے کے بعد اس امت کے علماء کو نبی کا وارث اور اس کے دین کا پاسبان بنایا۔ یہ علماء دین کی کڑیوں کو جوڑ کر رکھتے ہیں، اُس کی علامات و شرائع پر پہرہ دیتے ہیں، اس کے باغیوں اور دشمنوں کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں اور اس سے شیطان کی چالوں اور گمراہیوں کو دور کرتے ہیں۔

(۴) اللہ نے انھیں دولتِ علم دے کر فضیلت بخشی، اور وقارِ حلم سے ان کی تکریم کی، انھیں دین اور دین داروں کا رہنما بنایا، اسلام اور ہدایت کی نشانی قرار دیا، مخلوق کا قائد اور لوگوں کا امام و پیشوا ٹھہرایا کہ بوقتِ حاجت لوگ اُنھی کی طرف لپکتے ہیں، اور مصیبتوں میں انھی سے مدد کے طلب گار ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کے

برے رویے کی وجہ سے اُن کی خیر خواہی و ہمدردی سے ہاتھ نہیں کھینچتے، اور ان کی ایذا رسانیوں کے باوجود اُن کے لیے سراپا نرمی و محبت بنے رہتے ہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں اجر کی امید رکھتے ہیں، اور لوگوں کی بھلائی کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پھر اللہ عزوجل نے امتِ محمدیہ کے علماء کو منازل، درجات، مراتب اور کرامات کی تقسیم اور اجر وثواب عطا کرنے کے اعتبار سے سابقہ امتوں کے علماء سے افضل بنایا، اور ان میں سے فضلاء کو منافقین کے ذریعے، اچھوں کو بروں کے ذریعے اور شرفاء کو رذیلوں کے ذریعے آزمائش سے دوچار کیا۔ تو یہ آزمائشیں ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں، اور اللہ کی راہ میں لوگوں کی دی گئی تکلیفیں انھیں عباد و بلاد تک اللہ کا دین پہنچانے سے نہیں روک سکیں۔ بلکہ وہ جہالت کا جواب علم سے، حماقت کا جواب حلم سے، اور بدسلوکی کا جواب احسان سے دیتے رہے۔ بلکہ ان میں سے بہت سوں کو یہ بھی گوارا نہیں تھا کہ اللہ کے پاس جو اجر وثواب ہے، اس میں سے کچھ نہ کچھ دنیاوی زندگی ہی میں مل جائے، اور اس کے قیمتی خزانوں کا کچھ حصہ موت سے پہلے ہی حاصل کر لیں؛ تاکہ بعد میں آنے والے اُن کے نقشِ پا کو رہنما بنائیں اور ہدایت کے راستے پر گامزن ہوں۔ اللہ ان علماء کو امت کی طرف سے ایسی جزا دے جو کسی بھی عالم کے لیے اس کی امت کی طرف سے بہترین جزا ہوسکتی ہے، اور انھیں بے پایاں ثواب عطا فرمائے، اور ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلا کر اُن سے ملا دے، اور ہمیں ان کی محبت اور ان کے حقوق کی معرفت سے نوازے، اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو مہلک بدعات اور گمراہ کن آراء سے بچا کر رکھے، بے شک وہ دعا کو خوب سننے والا ہے۔

شرح:

❁ ثُمَّ جَعَلَ تَعَالَى جَلَّ وَعَلَا ذِكْرُهُ عُلَمَاءَ كُلِّ أُمَّةِ نَبِيٍّ . . . .

علماء کرام انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔یعنی اُن کے فرائضِ منصبی کے نقیب اور ان کے دین کے محافظ ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.))

''بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی میراث دینار و درہم نہیں ہوتے، بلکہ علم ان کی میراث ہے۔ تو جس نے علم حاصل کر لیا، اس نے (میراثِ نبوی میں سے) حصہ حاصل کر لیا۔''

(سنن أبی داوٗد: 3641، سنن الترمذی: 2682، سندہ ضعیف داود بن جمیل وشیخہ کثیر بن قیس ضعیفان)

اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن یہ مضمون کتاب وسنت کی نصوص میں متواتر مذکور ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) نے باب باندھا ہے:

"بَابٌ: الْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: 19) فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ، وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ، مَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ."

''باب اس بارے میں کہ علم قول وعمل سے پہلے ہے، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''جان لیجیے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔'' سو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ ابتدا فرمائی ہے اور یہ کہ علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں اور علم ان کی میراث ہے، جس نے علم حاصل کرلیا، اس نے وافر حصہ حاصل کرلیا۔''

(صحیح البخاری، قبل ح: 68)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"إِيرَادُهُ لَهُ فِي التَّرْجَمَةِ يُشْعِرُ بِأَنَّ لَهُ أَصْلًا وَشَاهِدُهُ فِي الْقُرْآنِ

قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِين اصْطَفَيْنَا من عبادنَا﴾ (فاطر : 32)"

''امام بخاری کے اسے ترجمۃ الباب میں ذکر کرنے سے لگتا ہے کہ اس کی اصل موجود ہے، اور قرآن مجید میں اس کا شاہد اللہ کا یہ فرمان ہے: ''پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔''

(فتح الباری : 160/1)

اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ ، وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ .))

''میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین کو قائم رکھے گا، ان کا ساتھ چھوڑنے والا یا ان کی مخالفت کرنے والا انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور وہ اسی پر قائم ہوں۔'' (صحیح البخاری: 3641)

اس حدیث میں دو عظیم فوائد ہیں:

(۱) اس گروہ سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء ہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور متقدمین محدثین کی ایک جماعت کا مذہب ہے۔ (صحیح البخاری ، قبل ح : 7311، نیز دیکھیے: شرف أصحاب الحديث للخطيب : 25)

(۲) یہ علماء انبیاء کے وارث اور دین کو قائم رکھنے والے ہیں جیسا کہ حدیث کے الفاظ "قائمة بأمر الله" سے واضح ہے۔

❁ الذَّابِّينَ عَنْ عُرَاهُ وَأَسْبَابِهِ . . . .

یعنی علماء دین کے محافظ اور دین کو اس کی اصل پر قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ بدعات، تاویلاتِ فاسدہ، مذموم آراء اور شبہات کا رد کرتے ہیں، اور فتنوں کو دور سے پہچان لیتے ہیں، نیز کسی مداہنت کا شکار نہیں ہوتے۔

ہر دور میں اہل السنۃ کے اصول وعقائد کی تقریر اور اہل البدعۃ کے رد پر لکھی گئی کتب اس کی واضح دلیل ہیں۔ یہ رسالہ صریح السنۃ بھی اسی مبارک سلسلے کی کڑی ہے۔

❁ فَضَّلَهُمْ بِشَرَفِ الْعِلْمِ : اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علم باعثِ فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ ﴾

(المجادلة : 11)

''اللہ ان لوگوں کو درجوں میں بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا بِدَرَجَاتٍ"

''اللہ تعالیٰ علم والوں کو دوسرے اہلِ ایمان پر کئی درجوں میں بلند کرتا ہے۔''

(سنن الدارمی : 365، سنده صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فَضَّلَ الْعَالِمَ عَلَى الْعَابِدِ دَرَجَاتٍ ."

''اللہ نے عالم کو عابد پر کئی درجے فضیلت دی ہے۔''

(معجم ابن الأعرابی : 768 ، سنده حسن)

❁ وَكَرَّمَهُمْ بِوَقَارِ الْحِلْمِ : حِلم ضبطِ نفس کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ الحلیم ہیں۔ حلم انبیاء کی صفت ہے، اور علماء کے لیے باعثِ وقار وتکریم ہے۔ امام شعبی رحمہ اللہ (۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

"زَيْنُ الْعِلْمِ حِلْمُ أَهْلِهِ ."

''علم کی خوبصورتی، علم والوں کا حلیم ہونا ہے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة : 25621، سنده صحیح)

علم اور حلم کے امتزاج پر امام ابن القیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) کا بہت نفیس کلام ہے، اسے یہاں پر نقل کرنا فائدے سے خالی نہیں۔ فرماتے ہیں:

"فَلَيْسَ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا إِلَى شَيْءٍ أَحْوَجَ مِنْهُ إِلَى الْحِلْمِ وَالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ؛ فَإِنَّهَا كِسْوَةُ عِلْمِهِ وَجَمَالُه، وَإِذَا فَقَدَهَا كَانَ عِلْمُهُ كَالْبَدَنِ الْعَارِي مِنْ اللِّبَاسِ، وَقَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: مَا قُرِنَ شَيْءٌ إِلَى شَيْءٍ أَحْسَنُ مِنْ عِلْمٍ إِلَى حِلْمٍ. وَالنَّاسُ هَهُنَا أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ، فَخِيَارُهُمْ مَنْ أُوتِيَ الْحِلْمَ وَالْعِلْمَ، وَشِرَارُهُمْ مَنْ عَدِمَهُمَا، الثَّالِثُ: مَنْ أُوتِيَ عِلْمًا بِلَا حِلْمٍ، الرَّابِعُ: عَكْسُهُ.

فَالْحِلْمُ زِينَةُ الْعِلْمِ وَبَهَاؤُهُ وَجَمَالُهُ، وَضِدُّ الطَّيْشِ وَالْعَجَلَةِ وَالْحِدَةِ وَالتَّسَرُّعِ وَعَدَمِ الثَّبَاتِ؛ فَالْحَلِيمُ لَا يَسْتَفِزُّهُ الْبَدَوَاتُ، وَلَا يَسْتَخِفُّهُ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ، وَلَا يُقْلِقُهُ أَهْلُ الطَّيْشِ وَالْخِفَّةِ وَالْجَهْلِ. بَلْ هُوَ وَقُورٌ ثَابِتٌ ذُو أَنَاةٍ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ وُرُودِ أَوَائِلِ الْأُمُورِ عَلَيْهِ وَلَا تَمْلِكُهُ أَوَائِلُهَا، وَمُلَاحَظَتُهُ لِلْعَوَاقِبِ تَمْنَعُهُ مِنْ أَنْ تَسْتَخِفَّهُ دَوَاعِي الْغَضَبِ وَالشَّهْوَةِ؛ فَبِالْعِلْمِ تَنْكَشِفُ لَهُ مَوَاقِعُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَالصَّلَاحِ وَالْفَسَادِ، وَبِالْحِلْمِ يَتَمَكَّنُ مِنْ تَثْبِيتِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْخَيْرِ فَيُؤْثِرُهُ وَيَصِيرُ عَلَيْهِ وَعِنْدَ الشَّرِّ فَيَصْبِرُ عَنْهُ؛ فَالْعِلْمُ يُعَرِّفُهُ رُشْدَهُ وَالْحِلْمُ يُثَبِّتُهُ عَلَيْهِ.

''صاحبِ علم وفتویٰ کو جس چیز کی سب سے زیادہ حاجت ہے، وہ حلم، سکینت اور وقار ہے، کیونکہ حلم دراصل علم کا لباس اور اس کی خوبصورتی ہے۔ اور حلم سے خالی علم لباس سے عاری بدن کی مانند ہے۔ بعض سلف نے کہا ہے کہ کوئی دو چیزوں کا جوڑ اتنا حسین نہیں جتنا حسین علم اور حلم کا جوڑ ہے۔ اس باب میں لوگ

چار طرح کے ہوتے ہیں:: بہترین لوگ جن کے پاس علم اور حلم دونوں ہوں۔
اور بدترین لوگ جو دونوں سے تہی دامن ہوں۔ تیسرے وہ جن کے پاس صرف علم ہوتا ہے۔ اور چوتھے وہ جن کے پاس صرف حلم ہوتا ہے۔
پس حلم تو علم کی زینت، رونق اور خوبصورتی ہے۔ اور یہ طیش، جلد بازی، کرختگی، بے ضابطگی اور غیر مستقل مزاجی کے منافی ہے۔ حلیم شخص تنوعِ آراء سے گھبراتا نہیں ہے، بے علم لوگوں کے معیار پر نیچے نہیں اترتا، بداخلاق، گھٹیا و جاہل لوگوں کے سامنے حوصلہ نہیں ہارتا۔ بلکہ وہ تو معاملات کی ابتداء ہی میں اُن کی رَو میں بہہ جانے کی بجائے پورے وقار کے ساتھ ثابت قدم، بردبار، اور اپنے آپ پر قابو پا کر رکھتا ہے۔ نتائج پر اس کی گہری نظر اسے غصے و شہوت کا شکار ہونے سے بچا لیتی ہے۔ علم کے ذریعے وہ خیر و شر اور صلاح و فساد کے مواقع پہچانتا ہے، اور حلم کے ذریعے وہ اس قابل ہوتا ہے کہ خود کو خیر پر باندھے رکھے اور شر سے بچائے رکھے۔ علم اسے راستہ دکھاتا ہے اور حلم اسے راہی بناتا ہے۔''

(إعلام الموقعين : 153/4)

❁ وَجَعَلَهُمْ لِلدِّينِ وَأَهْلِهِ أَعْلَامًا . . . . : علماء دین کی پہچان، ہدایت کے مینار اور مسائلِ دینیہ کی معرفت میں لوگوں کے رہنما و قائد ہوتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں گمراہی اور انحطاط کی شرح اس معاشرے میں عقوق العلماء کے بقدر ہوتی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے علماء کو صاحبِ حکم قرار دیا ہے، فرمایا:
﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾

(النساء : 59)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں۔''
اولی الأمر کا ایک معنی اہلِ علم ہیں۔ تابعی عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (۱۱۴ھ) اس کی

تفسیر میں فرماتے ہیں: "أُولُو الْعِلْمِ وَالْفِقْه" یعنی علماء وفقہاء۔

(جامع بيان العلم وفضله لابن عبدالبر : 1417، سنده حسن)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا.))

''بے شک اللہ علم کو لوگوں سے کھینچ کر نہیں نکالتا، لیکن علم علماء کے جانے سے چلا جاتا ہے۔ پھر جب وہ کوئی عالم باقی نہیں رہنے دیتا تو لوگ جاہلوں کو سربراہ بنا لیتے ہیں۔ ان سے سوال ہوتا ہے، وہ بغیر علم کے فتوی دیتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔'' (صحیح البخاری: 100، صحیح مسلم: 2673)

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئی:

(۱) علماء معاشرے میں رؤوس (سربراہان) کا درجہ رکھتے ہیں۔

(۲) یہ سربراہی علماء کے ہاتھ میں نہ ہونا گمراہی کا باعث ہوتا ہے۔

❁: إِلَيْهِمْ مَفْزَعُهُمْ عِنْدَ الْحَاجَةِ. . . . . یعنی نوازل اور پیش آمدہ مسائل میں علماء ہی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہاں استغاثہ سے مراد احکامِ شرع کا جاننا ہے نہ کہ بعض بدعی گروہوں کے ہاں رائج میت و غائب سے شرکیہ استغاثہ مراد ہے۔

امام ابوبکر الآجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

"فَمَا ظَنُّكُمْ - رَحِمَكُمُ اللَّهُ - بِطَرِيقٍ فِيهِ آفَاتٌ كَثِيرَةٌ، وَيَحْتَاجُ النَّاسُ إِلَى سُلُوكِهِ فِي لَيْلَةٍ ظَلْمَاءَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مِصْبَاحٌ وَإِلَّا تَحَيَّرُوا، فَقَيَّضَ اللَّهُ لَهُمْ فِيهِ مَصَابِيحَ تُضِيءُ لَهُمْ، فَسَلَكُوهُ عَلَى السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ، ثُمَّ جَاءَتْ طَبَقَاتٌ مِنَ النَّاسِ

لَابُدَّ لَهُمْ مِنَ السُّلُوكِ فِيهِ ، فَسَلَكُوا ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ ، إِذْ طُفِئَتِ الْمَصَابِيحُ ، فَبَقُوا فِي الظُّلْمَةِ ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِهِمْ؟ هَكَذَا الْعُلَمَاءُ فِي النَّاسِ لَا يَعْلَمُ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ كَيْفَ أَدَاءُ الْفَرَائِضِ ، وَكَيْفَ اجْتِنَابُ الْمَحَارِمِ ، وَلَا كَيْفَ يُعْبَدُ اللَّهُ فِي جَمِيعِ مَا يَعْبُدُهُ بِهِ خَلْقُهُ ، إِلَّا بِبَقَاءِ الْعُلَمَاءِ ، فَإِذَا مَاتَ الْعُلَمَاءُ تَحَيَّرَ النَّاسُ ، وَدَرَسَ الْعِلْمُ بِمَوْتِهِمْ ، وَظَهَرَ الْجَهْلُ ، فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مُصِيبَةٌ مَا أَعْظَمَهَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ؟

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کا اس راستے کے بارے میں کیا خیال ہے جس پر کئی آفتیں ہوں، اور لوگوں نے گھپ اندھیری رات میں اس پر چلنا ہو! اگر ان کے پاس چراغ نہ ہوں تو وہ بھٹک جائیں گے۔ پھر اللہ اُن کے لیے روشن چراغوں کا بندوبست کر دے، اور وہ سلامتی و عافیت کے ساتھ اس راہ سے گزر جائیں۔ پھر کچھ اور لوگ آئیں، جن کا اس راستے سے گزرنا گزیر ہو، مگر بیچ راستے میں چراغ بجھ جائیں اور اندھیرا چھا جائے۔ ان لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟! تو لوگوں میں علماء کی یہی مثال ہے۔ اکثر لوگ نہیں جانتے کہ فرائض کیسے ادا کرنے ہیں، محرمات سے کیسے بچنا ہے، جمیع امور میں اللہ کی عبادت کس طرح بجالانی ہے، جب تک کہ ان میں علماء موجود نہ ہوں۔ جب علماء فوت ہو جاتے ہیں تو لوگ بھٹک جاتے ہیں، علم رخصت ہو جاتا ہے، جہالت پھیل جاتی ہے، فإنا لله وإنا إليه راجعون !! علماء کی موت مسلمانوں کے لیے کس قدر بڑی مصیبت ہے!!'' (أخلاق العلماء للآجری : 29)

امام ابن القیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''فهم فی الأرض بمنزلة النجوم فی السماء، بهم يهتدی الحيران فی الظلماء وحاجة الناس إليهم أعظم من حاجتهم

إلـى الـطـعـام والشـراب ، وطاعتهم أفرض عليهم من طاعة الأمهات والآباء بنصّ الكتاب . "

''فقہاء زمین پر اسی طرح ہیں جیسے آسمان پر ستارے، تاریکی میں بھٹکے ہوئے ان کی مدد سے راہ پاتے ہیں۔ لوگوں کو اُن کی حاجت کھانے پینے کی حاجت سے بڑھ کر ہے، اور قرآنی نص کے مطابق اُن کی اطاعت لوگوں پر والدین کی اطاعت سے بڑھ کر فرض ہے۔'' (إعلام الموقعین: 14/1)

❁ لا يُثْنِيهُمْ عَنِ التَّعَطُّفِ وَالتَّحَنُّنِ .... ان کلمات میں علماء کے حِلم اور صبر کا بیان ہے کہ وہ لوگوں کی طرف سے آنے والی جملہ ایذا رسانیوں کو صرف اس لیے برداشت کرتے ہیں کہ اللہ سے اجر کے طلبگار ہوتے ہیں۔ کبھی معاشرتی جبر اور سفہاء کے ہمز و لمز کے جواب میں لوگوں کی شرعی رہنمائی اور دعوت الی اللہ کا کام ترک نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی انبیاء بشمول نبی کریم ﷺ کا یہی طرزِ عمل بتلایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ (الشعراء: 108، 109)

''اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ اور میں تم سے کسی بدلے کا سوال نہیں کر رہا، میرا اجر تو رب العالمین پر ہے۔''

ہم پیچھے اس بات کی طرف اشارہ کر آئے ہیں کہ امام طبری رحمہ اللہ کا مقدمہ میں علماء کی ابتلاء و آزمائش کا ذکر کرنا اُن کی اپنی آزمائش کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

❁ ثُمَّ جَعَلَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَذِكْرُهُ عُلَمَاءَ أُمَّةِ نَبِيِّنَا ﷺ .... چونکہ یہ امت سابقہ امتوں سے افضل ہے، سو اِس کے علماء بھی سابقہ امتوں کے علماء سے افضل ہیں۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ (آل عمران: 110)

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو۔''

اور فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ (البقرۃ: 143)

''اور اسی طرح ہم نے تمھیں بہترین امت بنایا ہے۔''

یہ دونوں آیات امت کے حق میں عام ہیں، اور ان کا سیاق بطورِ خاص علماءِ امت کی فضیلت پر دال ہے۔

بعض واعظین کے ہاں ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے بھی افضل ہیں۔ یہ ان گمراہوں کی گھڑی ہوئی روایت ہے جو اولیاء کا درجہ انبیاء سے بھی اوپر بتاتے ہیں، والعیاذ باللہ۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس امت کے علماء پچھلی امتوں کے علماء سے افضل ہیں، نہ کہ انبیاء سے۔

❁ مَعَ ابْتِلَاءِ اللّٰـهِ أَفَاضِلَهَا بِمُنَافِقِيْهَا . . . . ان کلمات میں اسی بات کا اعادہ ہے جو پیچھے گزر چکی ہے کہ علماء لوگوں کے رویے سے بے نیاز ہو کر اللہ کے دین کا کام کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات کے لیے نہیں، بلکہ حق کی نصرت کے لیے کوشاں ہوتے ہیں، اور جانتے ہیں کہ تواصی بالصبر دعوتِ حق کا لازمی جزو ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن مجھ پر طائف کی گھاٹی والا دن تھا جب میں نے ابن عبد یالیل کو اسلام کی دعوت دی اور اس نے ٹھکرا دی۔ میں غم کی شدت میں جا رہا تھا، اور کچھ معلوم نہ تھا کہ کہاں جا رہا ہوں، یہاں تک کہ قرنِ ثعالب پہنچ گیا۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نے سایہ کیا ہوا ہے، اور اس میں سے جبریل علیہ السلام مجھ سے گویا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات اور جواب سن لیا ہے، اور آپ کی طرف پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے کہ آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔ پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے سلام کہا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ حکم دیں تو میں انھیں دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

جواب دیا: ''بلکہ مجھے امید ہے کہ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ آئیں گے جو اللہ اکیلے کی عبادت کریں گے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔''

(صحیح البخاری: 3231، صحیح مسلم: 1795)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ﴾ (المؤمنون: 96)

''برائی کو ایسے طریقہ سے روکیں جو بہت اچھا ہے۔''

امام صاحب رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ لِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ: ادْفَعْ يَا مُحَمَّدُ بِحِلْمِكَ جَهْلَ مَنْ جَهِلَ عَلَيْكَ، وَبِعَفْوِكَ عَمَّنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ إِسَاءَةَ الْمُسِيءِ، وَبِصَبْرِكَ عَلَيْهِمْ مَكْرُوهَ مَا تَجِدُ مِنْهُمْ، وَيَلْقَاكَ مِنْ قِبَلِهِمْ."

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ سے کہہ رہے ہیں کہ اے محمد! جہالت برتنے والوں کو اپنے حلم کے ذریعے، بدسلوکی کرنے والوں کو اپنے عفو کے ذریعے، اور تکلیف پہنچانے والوں کو اپنے صبر کے ذریعے جواب دیجیے۔''

(تفسیر الطبری: 20/432)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُسْلِمُ إِذَا كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ.))

''مسلمان اگر لوگوں سے میل جول رکھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرے، تو وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے میل جول نہ رکھے اور ان کی اذیتوں پر صبر نہ کرے۔''

(سنن الترمذی: 2507، سنن ابن ماجه: 4032، مسند احمد: 43/2، وسنده صحیح)